# ترجیحاتِ امام دار قطنی در "طرقِ مختلفہ فی عللہٖ" کا تنقیدی جائزہ

## (مرویات ہشام بن عروہ کا اختصاصی مطالعہ)

محمد عمران شمس*

ڈاکٹر مرسل فرمان*

The book of Imam al-Darqutni titled "al-Ilal al-Waridah fi al-Ahadith al-Nabawiyyah" (The Defects Occurred the Narrations of the Prophet PBUH) is an important work in the field of Hadith sciences. This book contains a great number of defective narrations narrated by numerous experts of Hadith, including Ibn Shahab, Amr Ibn Deenar etc. Looking at the significance of this work, different International universities have given it due importance. One of these narrators is Hisham ibn Urwah, whose defective narrations were researched in this article. The total number of the narrations of Hisham ibn Urwa is 92 in the book of Imam al-Darqutni "al-Ilal al-Waridah fi al-Ahadith al-Nabawiyyah". After mentioning each narration, Imam al-Darqutni points out to its authority. During my Post Doctorate research, it became obvious that there are 11 narrations out of 92 on which disagreement (difference) is possible with Imam al-Darqutni. The following research article aims to discuss these 11 narrations critically and academically.

اللہ جل شانہ کے اس امت مسلمہ پر احسانات میں سے عظیم تر احسان یہ ہے کہ اس کے دین کی حفاظت کا ذمہ بھی اپنے ذمہ لیا ہے، اس دین متین کے مصادر میں قرآن کریم کے ساتھ ساتھ حدیث بھی شامل ہے لہذا جس طرح قرآن مجید کی حفاظت کا وعدہ فرمایا گیا ہے اسی طرح سنت خیر الانام بھی اس وعدہ میں شامل ہے، اس مقصد کے لئے ہر زمانہ میں ہر علاقے میں مختلف علماء و نقاد کو تیار کیا جاتا رہا تا کہ سنت رسول علی صاحبہ افضل الصلاۃ والتسلیمات کو ہر قسم کی تحریفات اور باطل تاویلات سے پاک وصاف رکھا جا سکے، ان علماء نے اپنے نبی ﷺ کے اقوال و افعال کے ہر ممکن طریقے سے حفاظت فرمائی، چاہے وہ ان اقوال و افعال کے نقل کرنے والے راویوں کے حالاتِ زندگی کو صفحہ ء قرطاس پر منتقل کرنا ہو یا ان روایات کے مختلف متون کا باقی روایات پر پیش کرنا اور عقلی لحاظ سے پرکھنے کا مشکل ترین عمل ہو، انہوں نے ان تمام میادین کے چیلنجز کو قبول کیا اور احسن انداز میں عہدہ بر آ ہوئے، اس مقصد میں کامیابی کے لئے انہوں نے مختلف علوم و فنون کی بنیاد ڈالی تا کہ حدیث رسول میں صحیح و

*لیکچرار شعبہ علوم اسلامیہ، جامعہ کوہاٹ، کوہاٹ۔

*ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ سیرت، جامعہ پشاور، پشاور۔

ضعیف روایات کی جانچ کی جاسکے ان علوم میں سے ایک علم "علل الحدیث" کے نام سے جانا جاتا ہے جو علم مصطلح الحدیث کا انتہائی دقیق اور اہم ترین موضوع ہے۔ اور عرف عام میں "حدیث معلول" سے پہچانا جاتا ہے۔ احادیثِ مبارکہ کی حفاظت میں محدثین کرام نے معلل روایات کی چھان پھٹک میں کسی قسم کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا اور اپنی تمام تر توجہ اس جانب مرکوز رکھی حتی کہ صحیح احادیث کو ضعیف سے الگ کر کے جمع کر دیا اور ان میں موجود علتوں کو واضح کر کے امت مسلمہ کے سامنے نبی کریم ﷺ کے اقوال وافعال کو منقح انداز میں پیش کیا۔ در حقیقت "حدیث معلول" کی بحث عبارت ہے "راوی کی دوسرے راوی سے مخالفت" سے اور یا اسکے "تفرد" سے، اب یہ مخالفتِ راوی یا تفردِ راوی کو کسی بھی طریقے سے ایک دوسرے کے ساتھ جمع کیا جائے گا اور یا دونوں میں سے کسی کو ترجیح دی جائے گی اور اگر دونوں ممکن نہ ہوں تو پھر روایتِ مذکور میں اضطراب ہو گا، جبکہ ترجیح کی صورت میں یا وصل کو ارسال، رفع کو وقف پر ترجیح ہو گی اور یا اسکے برعکس صورتحال ہو گی۔ ان تمام مباحث کا احاطہ کرنا اور علم العلل کے اصول و قواعد کو عملی شکل میں روایات پر منطبق کرنا ایک دقت طلب کام ہے ائمہ محدثین نے ان تمام مباحث کا احاطہ کیا اور اپنے اپنے زمانوں میں معلل روایات کا استقصاء کر کے کتابیں تصنیف کیں اور بعد میں آنے والے لوگوں کو اس سے یک گونہ مستغنی کر دیا، ان میں کافی بڑے نام ہو گزرے ہیں جو علم العلل کے میدان کے امام اور ماہر مانے جاتے ہیں، جن میں امام علی ابن المدینی، امام یحیی بن سعید القطان، امام بخاری، امام ترمذی اور امام ابن أبی حاتم قابل ذکر ہیں۔ بعد میں آنے والے ماہرینِ فن میں سے امام دار قطنی کو اس میدان میں کافی شہرت حاصل ہوئی، جبکہ ان کی تصنیف "العلل الواردۃ فی الاحادیث النبویہ" کو معلل روایات کا ایک ضخیم ذخیرہ گنا جاتا ہے۔ مذکورہ تصنیف میں امام موصوف حدیثِ معلولہ کو ذکر کرنے کے بعد اسکے مختلف طرق ذکر کرتے ہیں، اور قاری کے لئے مخالفات رواۃ کا ایک وسیع ذخیرہ مہیا کرتے ہیں جس سے انکی معلل روایات پر گہری نظر کی غمازی ہوتی ہے، سند کے ہر ہر راوی پر جتنی بھی "مخالفات" موجود ہوتی ہیں ان سب کا احاطہ امام موصوف کرتے جاتے ہیں، اور تمام طرق میں ان کی رائے میں جو راجح ترین طریق ہوتا ہے اس کی نشاندہی کرتے ہیں، تمام کتاب میں یہ انکا عام منہج ہے۔ جبکہ کتاب مذکور اصل میں امام دار قطنی سے پوچھے گئے 4128 سوالات سے عبارت ہے، جو انکے شاگردوں نے ان سے احادیثِ معلّہ کے بارے میں وقتاً فوقتاً پوچھے ہیں اور امام موصوف نے انکے جوابات دئے ہیں۔ جبکہ آخر میں تمام طرقِ حدیث میں سے راجح ترین طریق کے بارے میں اپنی

رائے بھی پیش کرتے ہیں۔امام موصوف کی ان آراء کے ساتھ متفق ہونا ضروری نہیں، چونکہ بعض روایات کی تحقیق کے نتیجے میں یہ بات عیاں ہوئی ہے کہ امام دار قطنی کی ترجیحات بعض مواقع پر قابلِ گرفت ہیں جبکہ تحقیق کا تقاضا بھی یہ ہے کہ علوالعلل کے اصول و قواعد اور ٹھوس دلائل کی روشنی میں انکی آراء کو تنقیدی نگاہ سے پرکھا جائے، لہٰذا زیرِ نظر آرٹیکل میں امام دار قطنی کی بعض آراء کو تحقیق کا موضوع بنایا گیا ہے تاکہ انکی آراء کا دوسرے ائمہ کی آراء اور علم العلل کے اصول وضوابط کے ساتھ موازنہ کیا جائے، اس سلسلے میں مذکورہ کتاب میں سے " امام ہشام بن عروہ" کی روایات کو موضوعِ بحث بنایا گیا ہے، جنکی "92 " روایات امام دار قطنی نے اپنی مذکورہ تصنیف میں ذکر کی ہیں، اور مخالفاتِ طرق کے نتیجے میں ترجیح کا اصول پیش نظر رکھتے ہوئے کسی ایک طریق کو ترجیح دیتے ہیں، مذکورہ تمام ترجیحاتِ دار قطنی کا تنقیدی و تحقیقی جائزہ لینے کے بعد معلوم ہوا کہ ان تمام ترجیحات میں سے "11" ترجیحات ایسی ہیں جن میں امام دار قطنی کو وہم لاحق ہوا اور اصول وضوابط اور دیگر ائمہ کرام کی آراء کی روشنی میں واضح ہوا کہ حقیقت اسکے برعکس ہے۔امام دار قطنی کے ان احکامات اور آراء کا مفصل تحلیلی و تنقیدی جائزہ پیش خدمت ہے۔

جیسا کہ ہم نے عرض کیا کہ اس کتاب میں امام دار قطنی کا احادیث میں علل بیان کرنے کا منہج سوال و جواب کی صورت میں مذکور ہے لہٰذا امام ہشام بن عروہ کی مذکورہ روایات میں سے جن طرق کو ترجیح دینے میں امام دار قطنی سے خطا ہوئی ہے ان میں سے پہلا سوال ان کی کتاب میں " ما ضر امرأة نزلت بين الأنصار، أو نزلت بين أبويها[1]" والی روایت ہے، جسکا جواب دیتے ہوئے امام دار قطنی ہشام بن عروہ کو مدارِ سند بناتے ہوئے ان سے مرفوع و موقوف دو طریق نقل کرتے ہیں،

- هشام، عن أبيه، عن عائشة، عن النبي صلى الله عليه وسلم [2]، ہشام بن عروہ سے یہ روایت مرفوع طریق سے نقل کرنے والے ان کے شاگردِ رشید ہشام بن حسان ہیں، اور وہ تعدیل کے اعلی مرتبے پر فائز ہیں اور قابل احتجاج و معتمد راوی ہیں[3]۔
- هشام، عن أبيه، عن عائشة، موقوفا. جبکہ انہی ہشام بن عروہ کے دوسرے شاگرد اسی روایت کو موقوف طریقے سے نقل کرتے ہیں، اور اگرچہ اس روایت کی تخریج پر ہم قادر نہ ہو سکے لیکن امام

دارقطنی کے مخصوص منہج سے ہمیں اس بات کا بخوبی پتہ چلتا ہے کہ انکے نقل کرنے والے دو راوی ہیں اور وہ "خلیل بن مرۃ اور سلمہ بن سعید" ہیں۔ اور دونوں مجروح راوی ہیں[4]۔

امام دارقطنی ان دونوں طرق کی طرف اشارہ کرنے کے بعد ان پر حکم لگاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ دونوں طرق غیر محفوظ ہیں، جبکہ تحقیق سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ انکا یہ حکم محلِ نظر ہے، اور طریق اوّل اصول وضوابط کی رُو سے راجح ہے کیونکہ اس کو روایت کرنے والا راوی ثقہ اور قابل اعتماد ہے جیسا کہ اوپر گزر چکا جبکہ طریق ثانی کے راوی اگرچہ تعداد میں زیادہ ہیں لیکن ان کی تعداد کو اعتبار نہیں کیونکہ دونوں ضعیف ہیں، لہذا یقینی طور پر طریق اول راجح ٹھہرا، اور اس ترجیح میں ہم منفرد نہیں ہیں بلکہ کبار ائمہ کرام بھی اسی رائے کی تائید کرتے ہیں جن میں امام ابن حبان، امام حاکم، امام ہیثمی[5] اور معاصر محققین میں سے شیخ اَلبانی اور شیخ اَرنوؤط[6] شامل ہیں۔ لہذا امام دارقطنی کا رجحان اس روایت کے سلسلے میں مرجوح ہے، واللہ اَعلم۔

اس سلسلے کی دوسری روایت جس میں امام دارقطنی رحمہ اللہ کو حکم لگانے میں سہو ہوا، وہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت " لا يحرم من الرضاع إلا ما فتق الأمعاء"[7]، ہے جسکے امام دارقطنی نے ہشام بن عروہ کی سند سے دو طرق نقل فرمائے ہیں:

- هشام، عن امرأته فاطمة بنت المنذر، عن أم سلمة، عن النبي صلى الله عليه وسلم .ہشام بن عروہ سے پہلا طریق جو منقول ہے وہ ان کے شاگرد رشید اَبو عوانہ سے مروی ہے[8]، اور اَبو عوانہ کے بارے میں اتفاق ہے کہ وہ معتمد اور ثقہ راوی ہیں[9]۔
- هشام، عن يحيى بن عبد الرحمن، عن أم سلمة، موقوفا جبکہ دوسرے طریق میں اَبو عوانہ کے مخالفت کرنے والے امام ہشام بن عروہ کے دوسرے شاگرد یحیی بن سعید القطان ہیں[10]، جو جرح و تعدیل کے خود امام ہیں اور انتہائی معروف و مشہور شخصیت ہیں[11]۔ اور اس روایت اَبو عوانہ کی مخالفت کرتے ہوئے موقوف نقل کرتے ہیں۔

امام دارقطنی ان دو طرق کو نقل کرنے کے بعد طریق ثانی کو ترجیح دیاے ہیں جو بعینہ قواعدِ علل کے مطابق ہے کیونکہ اس طریق کے راوی امام یحیی بن سعید القطان ہیں جنکی روایت کو یقیناً مخالفتِ طرق کی صورت میں اَبو عوانہ پر ترجیح حاصل ہو گی، لیکن یہاں ہم امام درقطنی کی اس ترجیح سے جزوی اختلاف

کریں گے کیونکہ اگرچہ اس ترجیح میں وہ جانب برحق ہیں لیکن اسی روایت کے مزید دو طرق بھی احادیث کی کتابوں میں مذکور ہیں جو مذکورہ دو طرق سے یکسر مختلف ہیں اور ان کے نقل کرنے والے امام ہشام بن عروہ کے دوسرے دو شاگرد ہیں:

- هشام بن عروة، عن فاطمة ابنة المنذر، عن أم سلمة یہ طریق امام ہشام بن عروہ سے انکے شاگرد وہیب بن خالد نقل کرتے ہیں [12]، اور وہیب کے بارے میں علماء جرح فرماتے ہیں کہ اگرچہ ان کی عدالت مسلّم ہے لیکن ضبط میں عمر کے آخری دور میں خلل آگیا تھا [13]۔ اگرچہ یہ طریق بھی موقوف ہے لیکن سند کے باقی راوی یکسر مختلف ہیں۔
- هشام بن عروة، عن أبيه، عن ابن الزبير ہشام بن عروہ کا چوتھا طریق جسکی طرف امام موصوف نے اشارہ نہیں فرمایا اور وہ کتب حدیثیہ میں مذکور ہے، وہ ابن الزبیر سے مروی ہے اور روایت کرنے والے عبید اللہ بن عمر ہیں [14]، جنکی جلالت شان اس قدر مسلّم ہے کہ امام احمد نے انکو امام مالک پر مقدم رکھا ہے [15]۔

ان تمام طرق کے مطالعہ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ امام دار قطنی کی موقوف روایت کو ترجیح دینا اگرچہ قواعد کی رُو سے بالکل ٹھیک ہے لیکن دوسری طرف باقی طرق کا لحاظ رکھنا بھی اشد ضروری ہے، لہٰذا ہم چوتھے طریق کو ہی راجح ترین قرار دیں گے، کیونکہ اَبو عوانہ اگرچہ ثقہ ہیں لیکن انہوں نے اوثق راوی کی مخالفت کی ہے لہذا ان کی روایت مرجوح ہو گی، اسی طرح یحیی بن سعید القطان [16] اور عبید اللہ بن عمر [17] کے بارے میں تمام ائمہ متفق ہیں کہ ضبط وعدالت میں انتہائی اعلیٰ مقام پر ہیں۔ اسی طرح امام طبرانی نے اَبو عوانہ کی روایت ذکر کرنے کے بعد اسپر تفرد کا حکم لگایا ہے گویا وہ بھی اسے مرجوح قرار دے رہے ہیں [18]۔

تیسری روایت جس میں امام دار قطنی کی ترجیح بوجوہ قابل اعتراض ہے، وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت "تخيروا لنطفكم، وأنكحوا الأكفاء" [19]، حسب سابق یہاں بھی امام دار قطنی نے ہشام بن عروہ کی روایت کے دو طریق نقل کئے ہیں، جو انکے بعض شاگرد موصول ذکر کرتے ہیں اور کچھ دوسرے مرسل ذکر کرتے ہیں۔

● هشام بن عروة، عن أبيه، عن عائشة، عن النبي صلى الله عليه وسلم پہلا طریق موصول مذکور ہے جس کو روایت کرنے والے ان کے شاگردوں میں سے حارث بن عمران، عکرمہ بن ابراہیم، مندل بن علی اور اَیوب بن واقد شامل ہیں [20]، اور علماء جرح وتعدیل کے نزدیک یہ چاروں راوی قابل التفات نہیں ہیں اور متروک ہیں بلکہ حارث اور عکرمہ تو موضوعی روایات کے حوالے سے بھی متہم ہیں [21]۔

● هشام، عن أبيه، مرسلا. یہی روایت امام ہشام بن عروہ سے دوسرے راوی مرسل ذکر کرتے ہیں، اور وہ ہشام بن زیاد ہیں [22]، اور یہ بھی متروک راوی ہیں [23]۔

دونوں طرق کے مطالعہ اور تحقیق سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ دونوں ضعیف ہیں کیونکہ تمام راوی ان میں انتہائی درجہ کے ضعیف بلکہ متروک ہیں، جبکہ امام دار قطنی نے ان میں سے مرسل طریق کو ترجیح دی ہے جسکا واضح طور سے کوئی ثبوت نہیں مل سکا، لہذا انکی ترجیح بلا مرجح ہے، اور اس سند کی کوئی اصل نہیں جبکہ ہماری اس رائے پر امام اَبو حاتم اور علامہ عبد الحق کے اقوال بھی مؤید ہیں، جبکہ وہ صراحت فرماتے ہیں کہ "لا أصل له "[24]۔ والله أعلم.

اس سلسلے کی چوتھی روایت جس میں امام دار قطنی کی ترجیح کو بعد از تحقیق قابل اعتراض گردانا گیا وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت " الكمأة من المن، وماؤها شفاء للعين" ہے [25]، جسکے ارسال واتصال میں امام ہشام بن عروہ پر اختلاف پایا گیا۔ اور امام دار قطنی سے جب اس بابت دریافت کیا گیا تو انہوں نے طریق مرسل کو راجح ٹھہرایا جسکی تفصیل درج ذیل ہے:

● هشام، عن أبيه، عن عائشة پہلا طریق جس میں راوی موصول ذکر کرتے ہیں وہ دو راوی، محمد بن دینار اور اَبان بن یزید ہیں [26]۔ جس میں مؤخر الذکر اگرچہ ثقہ ہیں لیکن انکی روایات میں تفردات پائے جاتے ہیں [27]، جبکہ محمد بن دینار کے حافظہ میں علماء نے کلام کیا ہے [28]۔

● هشام، عن أبيه مرسلاً. دوسرا طریق جس میں امام ہشام بن عروہ کے شاگرد پچھلے ساتھیوں سے اختلاف کرتے ہوئے ارسال ذکر کرتے ہیں وہ باوجود تلاش بسیار اور تحقیق کے واضح نہ ہو سکے جبکہ امام دار قطنی نے بھی فقط طریق مرسل کی طرف اشارہ کرنا مناسب سمجھا، اور پھر ترجیح بھی اسی طریق کو دی، جبکہ بنظر غائر دیکھا جائے تو طریق اول جو موصول منقول ہے وہ بھی صحیح ہے کیونکہ اس کے راوی میں سے

محمد بن دینار اگرچہ حافظہ میں کمزور ہیں لیکن دوسرے راوی اَبان بن یزید انکی متابعت کرتے ہیں اور وہ ثقہ ہیں۔ لہٰذا امام دارقطنی کی ترجیح قابل تنقید ہے، واللہ أعلم.

اگلی روایت جس میں امام دارقطنی کے لگائے گئے حکم کو مرجوح مانا جائے گا وہ زید بن ثابت کی روایت "كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ربما قرأ في الركعتين الأوليين من المغرب بالأعراف" ہے، امام دارقطنی نے اس روایت کے دو طرق نقل کئے ہیں لیکن تحقیق کے بعد ہمیں اس کے مزید دو مختلف طرق ملے جنکی تفصیل کچھ اس طرح سے ہے:

- هشام، عن أبيه، عن أبي أيوب، وزيد اس طریق کو نقل کرنے والے تین راوی وکیع بن الجراح، عبدۃ اور محمد بن عبد الرحمن الطفاوی ہیں[29]، جن میں سے وکیع اور عبدۃ تو ثقہ راوی ہیں[30]، جبکہ محمد بن عبد الرحمن کے حافظہ میں کلام کیا گیا ہے اور انکی طرف اس وجہ سے اوہام کی نسبت کی گئی ہے[31]۔
- هشام، عن أبيه، عن أبي أيوب، أو زيد بن ثابت دوسرے طریق کو نقل کرنے والے امام ہشام بن عروہ کے چار شاگرد یحیی، وکیع، اَبو اَسامہ، شعیب، اَبو معاویہ اور عبدہ ہیں[32]، وکیع اور عبدہ کا حال تو ابھی گزر چکا جبکہ یحیی بن سعید، اَبو اَسامہ، شعیب اور اَبو معاویہ بھی ثقہ ہیں[33]۔
- هشام بن عروة، عن أبيه، عن مروان بن الحكم، قال: قال لي زيد بن ثابت تیسرے طریق میں ہشام بن عروہ کے شاگرد لیث بن سعد اور عبد الرحمن بن اَبی الزناد راوی ہیں[34]، ان دونوں میں سے لیث بن سعد تو انتہائی درجہ کے ثقہ راوی ہیں جبکہ مؤخر الذکر کے ضبط کو اس فن کے ماہرین کی طرف سے جرح کا نشانہ بنایا گیا ہے[35]۔
- هشام بن عروة، عن أبيه، عن زيد بن ثابت چوتھا اور آخری طریق کو نقل کرنے والے محاضر بن المورع ہیں[36]، اور وہ صدوق ہیں لیکن ضبط میں کمزوری کی وجہ سے اوہام میں مبتلا ہو جاتے تھے[37]۔

اس تفصیل کے بعد مذکورہ روایت کے تمام طرق کامل وضوح کے ساتھ سامنے آتے ہیں، کہ مذکورہ تمام طرق صحیح ہیں سوائے آخری کے، کہ جس کے راوی محاضر ہیں اور وہ توثیق میں باقی رواۃ کا مقابلہ نہیں کر سکتے لہٰذا ان کی روایت قابل اعتناء نہیں ہے۔ جبکہ امام دارقطنی طریقِ ثانی کو ترجیح دیتے ہیں جو کہ زید بن ثابت اور اَبی ایوب کے درمیان شک کے ساتھ مذکور ہے، اور طریقِ اول کو التفات نہیں فرماتے، غالباً ان کی عدم توجہی کا سبب اس مذکور طریق کے راوی کا کمزور ہونا ہو، جو کہ محمد الطفاوی ہیں،

لیکن بعد از تحقیق ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ طفاوی کے علاوہ بھی یہ روایت ثقات سے مروی ہے اور وہ وکیع اور عبدہ ہیں۔ اسی طرح طریقِ ثالث کے راوی بھی ثقات میں شمار کئے جاتے ہیں، جنکی تفصیل اوپر گزر چکی، بلکہ ان ہی میں سے ایک راوی " لیث بن سعد" امام ہشام بن عروہ کے قریب ترین شاگردوں میں سے شمار کئے جاتے ہیں [38]، اسی طرح کا قول امام یحیی بن معین سے اسی طریق کے دوسرے راوی "عبد الرحمن بن أبي الزناد" کے بارے میں بھی منقول ہے [39]۔ اور علم العلل کے قواعد کی رُو سے اختلاف کی صورت میں ایسے ہی راوی کو ترجیح حاصل ہوتی ہے۔ لہٰذا امام دار قطنی کی ترجیح دلائل کی رو سے مرجوح ہے، واللہ أعلم۔

اگلی روایت جس میں امام دار قطنی کی بیان کردہ روایت بوجوہ مرجوح ہے وہ أبو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت " إن الشيطان ليأتي أحدكم، فيقول: من خلق السماء؟ فيقول: الله، فيقول: من خلق الأرض؟[40]" ہے، جس میں امام دار قطنی نے حسبِ عادت روایت کی مختلف وجوہ ذکر کرنے کے بعد ان میں سے اِرسال کو ترجیح دی ہے، حدیث کے طرق کی تفصیل کچھ اس طرح ہے:

**الوجه الأول:** الثوري، عن هشام، عن أبيه عن أبي هريرة ہشام بن عروہ سے یہ روایت سفیان بن عیینہ، امام ثوری اور أبو سعید المؤدب نقل کرتے ہیں [41]، سفیانین تو معروف ہیں کسی تعارف کے محتاج نہیں[42]، جبکہ أبو سعید المؤدب کو علماء نے صدوق کے مرتبہ میں شمار کیا ہے [43]۔

**الوجه الثاني:** الثوري، عن هشام، عن أبيه، عن عائشة رضي الله عنها اس روایت کو آگے نقل کرنے والے پانچ راوی ہیں جو الضحاک، ثوری، اِسماعیل بن عیاش، مروان بن معاویہ اور عبد اللہ ہیں[44]، اور جن میں سے ثوری اور مروان ثقات میں سے ہیں [45] جبکہ باقی صدوق میں شمار کئے گئے ہیں[46]۔

**الوجه الثالث:** هشام، عن أبيه مرسلا اس روایت کو نقل کرنے والے معمر بن راشد ہیں جو کہ اگرچہ ثقہ ہیں لیکن ہشام بن عروہ سے روایت میں کچھ ضعف ہے [47]۔ جب کہ امام مالک اور حسان بن ابراہیم نے معمر کی متابعت کی ہے، جیسا کہ امام دار قطنی نے ذکر کیا ہے [48]۔ اور امام مالک معروف ہیں کسی تعارف کے محتاج نہیں[49]، جبکہ حسان کے حافظہ میں کمی ہونے کی وجہ سے وہ اکثر روایت میں غلطی کر جاتے تھے[50]۔

ان تینوں روایات کی اسانید مرتبہ کے لحاظ سے برابر ہیں، جبکہ پہلی اور تیسری سند میں رواہ چونکہ ہشام بن عروہ کے قریبی شاگردوں میں سے ہیں اور مخالفت کی صورت میں انکی روایت کو ترجیح دی جاتی ہے لہذا اسی تناظر میں امام دار قطنی نے بھی "وجہ ثالث" کو راجح قرار دیا ہے، لیکن تمام طرق اور اسانید کو بنظر غائر دیکھنے سے ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ امام دار قطنی کی ترجیح محل نظر ہے اور در حقیقت قرائن کی رو سے پہلی سند راجح ہے کیونکہ پہلی سند کو روایت کرنے والے امام ثوری اور ابن عیینہ اور لیث بن سعد ہیں جو کہ امام ہشام بن عروہ کے مصاحبتِ خاص کا درجہ رکھتے تھے [51]، جبکہ امام ابن عیینہ کا معمول تھا کہ وہ حفظ کے ساتھ ساتھ کتابت کا بھی معمول رکھتے تھے اور یہ کمالِ ضبط پر دلالت کرتا ہے [52]۔ لہذا انکی روایت کو ترجیح دی جائے گی۔ جبکہ وجہ ثالث کے راوی معمر بن راشد اگرچہ ثقہ ہیں لیکن امام ہشام بن عروہ سے انہیں خطا لاحق ہوتی تھی۔

ہمارے اس قول کی تائید امام ابوزرعہ رازی کی تحقیق سے بھی ہوتی ہے، جبکہ وہ حدیث ابن عیینہ کو صحیح قرار دیتے ہوئے صراحت کے ساتھ "وجہ ثانی" کو غلط قرار دیتے ہیں [53]۔

یہاں اگرچہ امام دار قطنی نے وجہ ثالث جو کہ مرسل ہے، کو راجح قرار دیا ہے لیکن دوسرے مقام پر خود ہی وہ روایت اَبی ہریرہ کو ترجیح دیتے ہیں [54]۔

اسی طرح امام ابن اَبی حاتم نے عبد اللہ بن الاجلح اور ضحاک کی روایت پر وہم کا اطلاق کرتے ہوئے انہیں خطا قرار دیا ہے اور حدیث ابن عیینہ کو ترجیح دی ہے [55]۔

اور اسمیں صرف امام ابن ابی حاتم اور اَبوزرعہ کا تفرد ہی نہیں بلکہ اِمام ہیثمی، منذری اور عراقی نے بھی ہمارے موقف کی تائید کرتے ہوئے روایت ابن عیینہ کو ترجیح دی ہے [56]۔ جبکہ یہی روایت صحیحین میں بھی موجود ہے [57] اور اسی کو بنیاد بنا کر امام ابن حجر فرماتے ہیں کہ صحیحین میں جو طریق مذکور ہے وہی صحیح ہے [58]۔ لہذا ان تمام جلیل القدر ائمہ حدیث کی تحقیق سے یہ واضح ہوا کہ "وجہ اول" ہی راجح ہے، اور امام دار قطنی کا اس روایت پر مذکورہ حکم بوجوہ مرجوح ہے، واللہ اَعلم۔

اگلی روایت جس میں امام دار قطنی کا ترجیح دینا دلائل کی رو سے قابل اعتراض ٹھہرتا ہے، وہ ابن عمر کی روایت" قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما أعطي أهل بيت الرفق إلا نفعهم [59]"، ہے جس کے تین طریق کتب اَحادیث میں موجود ہیں جبکہ دو کو امام موصوف نے اپنی مذکورہ کتاب

میں ذکر کیا ہے اور تیسرے طریق کو ہم نے دوسری کتابوں سے پایا، جبکہ امام دار قطنی نے ان میں اِرسال کو ترجیح دی ہے جو کہ بوجوہ مرجوح ہے، تفصیل ان تمام کی کچھ یوں ہے:

**الوجه الأول:** هشام، عن أبيه، عن ابن عمر ہشام بن عروہ سے یہ روایت حماد بن سلمہ روایت کرتے ہیں[60]، اور حماد کسی تعارف کے محتاج نہیں، ائمہ جرح وتعدیل کے نزدیک وہ قابل اعتماد ہیں، اگرچہ عمر کے آخری حصہ میں حافظہ میں تغیر آگیا تھا[61]۔

**الوجه الثاني:** هشام، عن أبيه، عن عبيد الله بن معمر، عن النبي صلى الله عليه وسلم. یہ روایت ہشام بن عروہ سے حماد روایت کرتے ہیں، لیکن حماد کے تعیین میں ابہام ہے کہ وہ ابن زید ہیں یا ابن سلمہ[62]، بہر حال ہر دو راوی ثقہ ہیں۔

**الوجه الثالث:** هشام بن عروة، عن أبيه،عن عائشة، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم. اس روایت کے راوی معمر بن راشد ہیں[63]، جو کہ اگرچہ ثقہ اور قابل اعتماد ہیں لیکن ہشام بن عروہ سے روایت میں انہیں ضعف لاحق رہتا ہے[64]۔

ان تینوں طرق کے موازنہ اور مقارنہ کے بعد یہ بات واضح ہوتی ہے کہ پہلا طریق راجح ترین اور صحیح ہے، جو کہ حماد بن سلمہ سے مروی ہے، اور روایت میں کسی قسم کا کوئی شک وشبہ نہیں ہے، جبکہ طریق ثانی اور ثالث میں بالترتیب ابہام اور اضطراب ہے، لیکن امام دار قطنی نے باوجود قوی دلائل کے طریق اول کو چھوڑتے ہوئے طریق ثالث جو کہ ارسال سے مروی ہے کو ترجیح دی ہے، جسکی ترجیح کی کوئی واضح دلیل بھی موجود نہیں، جسکی بنیاد پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ انکا مذکورہ حکم قابل التفات نہیں، واللہ اَعلم۔

اگلی روایت جس میں امام دار قطنی کے لگائے گئے حکم کو دوبارہ تحقیق کے عمل سے گزارا جانا ضروری ہے وہ ابن عمر کی روایت " من يأكل الغراب، وقد سماه النبي صلى الله عليه وسلم فاسقا[65]، " ہے کیونکہ اس روایت میں امام دار قطنی متعدد وجوہ ذکر کرنے کے بعد کسی بھی قسم کا حکم نہیں لگاتے اور سکوت اختیار فرماتے ہیں، تفصیل ملاحظہ ہو:

امام دار قطنی نے اس روایت کے چار طرق ذکر کئے ہیں:

**الوجه الأول:** هشام، عن أبيه، عن ابن عمر امام ہشام بن عروہ سے روایت شریک بن عبد اللہ نقل کرتے ہیں،[66] اور شریک بن عبد اللہ ائمہ محدثین کے ہاں کمزور حافظہ والے تھے جس کی وجہ سے انکی روایات میں غلطیاں بھی کثرت سے ہوتی تھیں[67]۔

**الوجه الثاني:** هشام، عن أبيه، عن عائشة یہ روایت کرنے والے عبد اللہ بن عبد اللہ ہیں [68]،جو کہ عدالت میں اگرچہ قابل اعتماد ہیں لیکن حافظہ میں کمزوری کی وجہ سے انہیں کبھی کبھار اوہام کا سامنا کرنا پڑتا[69]۔

**الوجه الثالث:** هشام بن عروة، عن أبيه، عن عبد الله بن الزبير امام دار قطنی سے یہ روایت شریک اور اَبو معاویہ نقل کرتے ہیں [70]، جبکہ شریک بن عبد اللہ کا حال گزر چکا اور اَبو معاویہ اگرچہ ثقہ ہیں لیکن محدثین فرماتے ہیں کہ اپنے شیوخ میں سے امام سلیمان الاعمش کے علاوہ سے روایت نقل کرنے میں وَہم سے دوچار ہوتے تھے[71]۔

**الوجه الرابع:** هشام بن عروة، عن أبيه، به، مرسلا، لم يذكروا ابن الزبير امام ہشام کے چار شاگرد اس روایت کے ارسال میں شریک ہیں [72]، اَبو معاویہ کا حال تو گزر چکا جبکہ باقی تین میں سے سفیان بن عیینہ اور اَنس بن عیاض ثقہ راوی ہیں[73]۔ اور جعفر بن عون صدوق ہیں[74]۔

امام دار قطنی نے ان تمام طرق میں سے صرف پہلے دو طرق ذکر کئے ہیں اور دونوں کو "غیر ثابت" قرار دیا ہے، جبکہ تلاش بسیار کے بعد ہمیں مزید دو طرق پر متنبہ ہونا پڑا، ان تمام طرق کو بنظر غائر دیکھا جائے تو چوتھا طریق قوی ثابت ہوتا ہے کیونکہ اس کے روایت کرنے والے تعداد اور توثیق میں پچھلے رواۃ سے بدرجہا بہتر ہیں، چونکہ امام دار قطنی مزید روایات پر مطلع نہیں ہوئے لہذا انہوں نے ترجیح میں احتیاط برتتے ہوئے سکوت اختیار کیا، واللہ اَعلم۔

اگلی روایت جس میں امام دار قطنی کی ترجیح قابل اعتراض معلوم ہوتی ہے وہ جابر رضی اللہ عنہ کی روایت "من أحيا أرضا ميتة فهي له، وما أكلت العوافي فهو صدقة[75]" ہے۔ جسکے تقریبا چھ طرق کتب حدیثیہ میں مذکور ہیں،

**الوجه الأول :** هشام، عن أبيه، عن جابر[76]، اسکو روایت کرنے والے ایوب السختیانی ہیں جو کہ ثقہ وعادل ہیں اور قابل اعتماد ہیں[77]۔

**الوجه الثاني:** هشام، عن وهب بن كيسان، عن جابر[78]، امام ہشام بن عروہ سے اسکو روایت کرنے والے عباد، حماد بن زید اور ایوب ہیں جبکہ تینوں راوی ثقہ اور عادل ہیں[79]۔

**الوجه الثالث:** هشام، عن عبيد الله بن عبد الرحمن بن أبي رافع، عن جابر[80]، اسکے نقل کرنے والے حماد بن سلمہ ہیں جو کہ ثقات مین شمار کئے جاتے ہیں[81]۔

**الوجه الرابع:** هشام، عن عبيد الله بن عبد الرحمن بن رافع الأنصاري، عن جابر[82]، اسکے ناقلین میں یحیی بن سعید، ابو معاویہ محمد بن حازم اور حماد بن اسامہ شامل ہیں، جنکے احوال کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ توثیق کے مرتبہ پر قائم ہیں[83]۔

**الوجه الخامس:** هشام، عن عبيد الله بن رافع، عن جابر[84]. جبکہ امام دار قطنی کے صنیع سے معلوم ہوتا ہے کہ اس طریق کے رواۃ میں یحیی بن سعید الاموی، شعیب بن اسحاق اور عبد الرحمن بن ابی الزناد شامل ہیں[85]۔

**الوجه السادس:** هشام، عن عبيد الله بن أبي رافع، عن جابر[86]. اسکے راوی وکیع بن الجراح ہیں جو کسی تعارف کے محتاج نہیں[87]۔

پس یہ چھ طرق اس روایت کے متعدد کتب حدیثیہ میں موجود ہیں جن میں سے آخری طریق قابل التفات نہیں ہے کیونکہ اسمیں راوی ہشام بن عروہ سے روایت کرنے میں غلطی کرتا ہے[88]، اور امام وکیع اگرچہ اس کی متابعت کرتے ہیں لیکن جماعت کی مخالفت کی وجہ سے انکی روایت کو اعتبار نہیں ہے۔ باقی پانچ وجوہ میں سے دوسری اور چوتھی روایت کو ترجیح حاصل ہے کیونکہ انکے ناقلین ثقہ راویوں کی ایک جماعت ہے، اور اگرچہ پانچویں طرق میں بھی رواۃ کی تعداد زیادہ ہے لیکن انکی ثقاہت اس درجہ کی نہیں جس درجہ کی باقی طرق کی ہے۔ اور تیسرے طرق میں اگرچہ حماد بن سلمہ ثقہ ہیں لیکن انہوں نے ثقہ کی ایک پوری جماعت کی مخالفت کی ہے لہذا انکی روایت مرجوح ہے۔

اسی طرف امام ابن حبان نے بھی اشارہ کیا ہے اور انہی دونوں طرق کو محفوظ قرار دیا ہے[89]۔ جبکہ امام دار قطنی نے اسکے خلاف جاتے ہوئے چوتھے طریق کو راجح قرار دیا ہے، جس کا واضح سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ انکو باقی طرق کا علم نہیں ہوا لہذا جو ان کے سامنے طرق موجود تھے انہی کے مطابق انہوں نے ترجیح دی جبکہ اس سے قوی ترین طریق بھی موجود تھا، واللہ اعلم۔

اگلی روایت جس میں امام دار قطنی کی ترجیح بوجوہ قابل التفات نہیں، وہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت "أنها كتبت إلى معاوية: أما بعد، فاتق الله، فإنك إذا اتقيت الله كفاك الناس، وإذا اتقيت الناس لم يغنوا عنك من الله شيئا"[90] ہے، تفصیل اس کی کچھ یوں ہے:

اس روایت کے امام دار قطنی کے ہاں دو طرق ملتے ہیں:

**الوجه الأول**: هشام بن عروة، عن رجل، عن عروة، قال: كتبت عائشة[91]، اسے روایت کرنے والے دو جلیل القدر راوی ہیں جو امام سفیان ثوری اور امام ابن مبارک ہیں اور دونوں کے احوال کسی تعارف کے محتاج نہیں[92]۔

**الوجه الثاني**: هشام، عن عون بن عبد الله بن عنبسة، عن عبد الله بن عنبسة، عن عبد الله بن عروة، عن عائشة[93]، جبکہ اس روایت کو نقل کرنے والے یحیی بن ایوب الغافقی ہیں جو کہ علماء جرح وتعدیل کے نزدیک صدوق ہیں جبکہ انہیں سوء حفظ کی وجہ سے روایت میں بھی غلطی لاحق ہوتی رہتی ہے[94]۔

ان دونوں طرق کی تحقیق ودراسہ سے معلوم ہوا کہ پہلا طریق راجح وقوی ہے کیونکہ اسکے راوی توثیق اور تعداد میں دوسرے طریق سے بڑھے ہوئے ہیں لہذا انکی روایت کو ترجیح حاصل ہے جبکہ امام دار قطنی نے طریق ثانی کو راجح قرار دیا ہے[95] جبکہ وہ نقل کرنے والا روای عدم ضبط کی وجہ سے قابل التفات نہیں ہے، والله أعلم.

ہشام بن عروہ کی مذکورہ معلل روایات میں سے آخری روایت جس میں امام دار قطنی کو ترجیح دینے میں تردد لاحق ہوا ہے، وہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت " {لا يؤاخذكم الله باللغو في أيمانكم} هو قول الرجل لا والله، وبلى والله"[96] اس سوال کا جواب دینے میں امام موصوف کو تردد لاحق ہوا ہے لہذا انہوں نے سکوت اختیار فرمایا ہے جبکہ اس کے دو طرق احادیث کی کتب میں منقول ہیں، اور امام ہشام بن عروہ سے روایت کرنے والے اسے مرفوع وموقوف دونوں طریق سے نقل کرتے ہیں، تفصیل اس مسئلہ کی کچھ یوں ہے:

**الوجه الأول**: هشام بن عروة، عن أبيه، عن عائشة، موقوفا[97]، اس روایت کو امام مالک نقل کرتے ہیں[98] جبکہ انکی متابعت کرنے والے بھی متعدد ثقہ راوی ہیں جو یحیی بن سعید، عیسی بن یونس،

وکیع، عبیدہ، اَبو معاویہ اور جریر ہیں[99]، اور تمام رواۃ تعدیل کے اعلی مرتبہ پر فائز ہیں[100] سوائے اَبو معاویہ کے، جو اگرچہ ثقہ ہیں لیکن امام اعمش سے روایت میں انکو وہم لاحق ہوا ہے[101]، ان کے علاوہ بھی متابعت میں ثقہ راوی موجود ہیں جن میں شعبہ بن الحجاج اور حماد بن سلمہ شامل ہیں، اگرچہ انکی روایت کتب حدیثیہ میں نہیں مل سکی لیکن امام دار قطنی کے صنیع سے ہم مطلع ہوئے کہ امام شعبہ و حماد بھی اسکے روایت کرنے والے ہیں، اور دونوں توثیق کے ارفع مقام پر ہیں[102]۔

**الوجه الثاني:** هشام، عن أبيه، عن عائشة مرفوعاً[103]۔ امام ہشام بن عروہ سے نقل کرنے والے مالک بن سعیر اور یحیی القطان ہیں، اور دونوں ثقہ ہیں[104]۔ جبکہ ان کی متابعت میں امام شعبہ بھی مرفوع روایت نقل کرتے ہیں جیسا کہ وہ موقوف نقل کرتے ہیں، اور امام شعبہ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔

ان دونوں طرق کی تحقیق ودراسہ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ دونوں طرق صحیح ہیں، لہذا ممکن ہے کہ امام شعبہ نے کبھی موقوف نقل کیا ہو اور کبھی مرفوع لہذا دونوں کا امکان بہر حال موجود ہے، جیسا کہ امام ابو داؤد نقل کرتے ہیں[105]، اور امام بیہقی نے بھی اسی کی طرف اپنی تائید ظاہر فرمائی ہے[106]، جبکہ امام بغوی بھی اسی جانب مائل نظر آتے ہیں[107]، اس تمام تفصیل کے باوجود ہماری رائے اس جانب جھکتی ہے کہ یہ قول عائشہ ہے، اور قول عائشہ بھی مرفوع حکمی کے درجہ میں ہے، کیونکہ روایت ایسے امور سے متعلق ہے جس میں صحابی کا قول ائمہ حدیث کے نزدیک حکماً مرفوع شمار ہوتا ہے، اسی قول کو حافظ ابن القیم نے صحیح قرار دیا ہے[108]، جبکہ امام دار قطنی مختلف طرق ذکر کرنے کے بعد سکوت اختیار فرماتے ہیں اور ترجیح نہیں دیتے، واللہ اَعلم۔

## نتائج بحث:

امام دار قطنی کی مذکورہ کتاب کے ساتھ (جو کہ علل کے میدان میں کافی اہمیت کی حامل مایہ ناز کتاب ہے) مختصر وقت بطور باحث گزارنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ امام دار قطنی رحمہ اللہ اس باب میں انتہائی مہارت رکھتے ہیں۔ کسی بھی روایت کے متعدد طرق اور پھر مختلف مشہور ائمہ کے شاگردوں پر اسانید ومتون کے اختلاف کا پیدا ہونا اور تمام طرق کو سلسلہ وار ذکر کرنے میں امام موصوف اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ یہی نہیں بلکہ متعدد مواقع پر ان مختلف فیہ روایات میں سے کسی ایک کو ترجیح دینا بھی اس

بات کا ثبوت ہے کہ مصنف اس فن کے امام ہیں۔ تاہم بشری لغزشوں اور کوتاہیوں سے کوئی انسان بھی مستثنیٰ نہیں ٹھہرایا جاسکتا، جسکا بین ثبوت مذکورہ بحث کا مرکزی نکتہ نظر تھا۔ جس میں ہم نے امام ہشام بن عروہ کی معلّل روایات کا دقّت نظر سے مطالعہ کر کے امام دار قطنی رحمہ اللہ کی جانب سے ٹھہرائی گئی ترجیحی روایات کا تنقیدی مطالعہ کیا، اوراس نتیجے پر پہنچے کہ امام دار قطنی رحمہ اللہ کی ترجیحات اکثر صحیح ہوتی ہیں تاہم کئی ایک روایات ایسی سامنے آئیں جہاں امام موصوف کی ترجیحات قابل تنقید ٹھہریں، اور ہم نے بدلائل ان کی ترجیحات کو مرجوح ثابت کیا، امام موصوف نے کل تقریباً 92 ایسی احادیث ذکر کیں جن میں امام ہشام بن عروہ کے تلامذہ کا ان سے روایت میں سنداًومتناً اختلاف تھا جس میں امام دار قطنی نے حسب عادت کسی بھی طریق کو ترجیح دینا ضروری خیال کیا اور ان پر حکم لگایا، تاہم 11 روایات ہمیں ایسی ملیں جن میں امام موصوف کے ذکر کئے گئے احکامات قابل تنقید ٹھہرے، امام موصوف کی ان مذکورہ روایات میں قابل تنقید ہونا متعدد وجوہ سے ہو سکتا ہے جن میں اکثر یہ بات سامنے آئی کہ جب جب امام دار قطنی کو مذکورہ روایت کے تمام طرق تک کامل رسائی نہ مل سکی تو انہوں نے اپنی فہم اور دسترس کے مطابق کسی بھی ایک روایت کو ترجیح دی اگرچہ کتب حدیثیہ میں اس سے قوی تر روایت بھی موجود تھی جو بعد از مضی زمان سامنے آسکیں۔ اسی طرح متعدد وجوہات تھیں جو ہم نے دوران بحث اپنے اپنے مواقع پر ذکر کیں۔

الغرض علل کے میدان کا کوئی بھی شہسوار امام دار قطنی کی مذکورہ کتاب سے استفادہ کئے بناءاپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہوسمتا۔

اللہ جل شانہ ہمیں اس کتاب سے عموماً اور احادیث نبویہ سے خصوصاً کماحقہ استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

## حوالہ جات وحواشی

1 دیکھئے: الدار قطني، أبوالحسن علي بن عمر بن أحمد ،العلل الواردة في الأحاديث النبويه ، تحقيق وتخريج: محفوظ الرحمن زين الله السلفي دار طيبة– الرياض، ط: 1 1405ه- 15 / 58 سوال نمبر: 3830۔

2 دیکھئے: أبو عبد الله الشيباني، أحمد بن محمد بن حنبل، مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون - إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي، ط: 1، 1421ه- ،مؤسسة الرسالة -

6/ 257، أبو بكر البزار ، أحمد بن عمرو بن عبد الخالق بن خلاد ، مسند البزار المنشور باسم البحر الزخار ، تحقيق: محفوظ الرحمن زين الله، وعادل بن سعد وصبري عبد الخالق الشافعي ، مكتبہ العلوم والحكم – المدينہ المنورة، ط: 1، 2009م (18 / 110) 52 أبو حاتم، الدارمي، البستي ، محمد بن حبان بن أحمد ، الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، ترتيب: الأمير علاء الدين علي بن بلبان الفارسی ، تحقيق: شعيب الأرنؤوط –مؤسسہ الرسالہ، بيروت، ط: 1، 1408ه. (16 / 257) 7267 اور أبو عبد الله الحاكم ، محمد بن عبد الله بن محمد بن حمدو یہ بن نُعيم ، المستدرک علی الصحيحين ، تحقيق: مصطفى عبد القادر عطا - دار الكتب العلمي ہ – بيروت ط: 1، 1411ه۔(4/ 93) 6985۔

3 ابن حجر العسقلاني ، أحمد بن علی ، تقريب التهذيب ، تحقيق: محمد عوامہ ، دار الرشيد– سوريا– ط: 1، 1406 ہ، (ص: 572)۔

4 دیکھئے: تقريبالتهذيب (ص: 196). اور الذهبي، شمس الدين أبي عبد الله محمد، ميزان الاعتدال في نقد الرجال (4/ 108)۔

5 دیکھئے: صحیح ابن حبان( 16 / 257) 7267 ، المستدرک 4/ 93 اور الهيثمي، أبو الحسن نور الدين علی ، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، تحقيق حسام الدين القدسی، مكتبہ القدسي، القاهرة - 1414ه-10 /40۔

6 ملاحظہ ہو: صحيح ابن حبان 16/ 257، اور الألباني، أبو عبد الرحمن محمد ناصر الدين، سلسلہ الأحاديث الصحيح ہ وشيء من فقهها وفوائدها، مكتبہ المعارف للنشر والتوزيع، الرياض- ط:1، 7/ 1283۔

7 دیکھئے: العلل الواردة في الأحاديث النبويہ ( 15 / 255) سوال نمبر: 4003۔

8 ملاحظہ ہو: الترمذي أبو عيسى، محمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاک، سنن الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر ومحمد فؤاد عبد الباقي، شركہ مكتبہ ومطبع ہ مصطفى البابي الحلبی– مصر، ط: 2، 1395ه- (1152) صحيح ابن حبان(10 / 37) 4224 اور أبو القاسم الطبرانی، سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير ، المعجم الأوسط، تحقيق : طارق بن عوض الله بن محمد، وعبد المحسن بن ابراهيم الحسينی دار الحرمين– القاهرة (7/ 288) 7517 ۔

9 دیکھئے: تقريبالتهذيب (ص: 580)۔

10 یحیی بن سعید القطان کی روایت کتب أحادیث کے ذخیرہ میں کہیں نہیں مل سکی جبکہ امام دار قطنی نے اپنی علل میں اسکی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

11 دیکھئے: تقریبالتہذیب (ص: 591)۔

12 ملاحظہ ہو: مسند اسحاق بن راہویہ(4/ 119)1887۔

13 تقریب التہذیب(ص: 586)۔

14 ملاحظہ ہو: أبوعبد الرحمن النسائی ، أحمد بن شعیب بن علی الخراسانی ، السنن الکبری، تحقیق: حسن عبد المنعم شلبي،مؤسسہ الرسالہ- بیروت،ط: 1، 1421ھ، 5442۔

15 دیکھئے: تقریب التہذیب(ص: 373)۔

16 الذہ بی، شمس الدین أبوعبد اللہ محمد، سیر أعلام النبلاء، تحقیق مجموعہ من المحققین بإشراف الشیخ شعیب الأرناؤوط، مؤسسہ الرسالہ، ط: 3، 1405ھ 9 / 175. أبوالحجاج المزي، یوسف بن عبد الرحمن، تہذیب الکمال في أسماء الرجال، تحقیق د. بشار عواد معروف، مؤسسہ الرسالہ- بیروت ط: 1، 1400ھ- . 31/ 336. الذهب ی، شمس الدین أبوعبد اللہ محمد، تذکرۃ الحافظ دار الکتب العلمي ہ بیروت-لبنان، ط: 1 ، 1419ھ-1 / 298۔

17. أبوزکریا، یحيی بن معین بن عون ، تاریخ ابن معین روایہ الدارمي د. أحمد محمد نور سیف ، دار المأمون للتراث- دمشق -ص: 525. ابن أبي حاتم، عبد الرحمن بن محمد. الجرح والتعدیل ط: 1، طبعہ مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدر آباد الدکن، 5 / 545۔

18 دیکھئے: معجم أوسط/ 288۔

19 العلل الواردۃ في الأحادیث النبویہ( 15 / 61). مسألہ نمبر 3833۔

20 ملاحظہ ہو: ابن ماجہ القزوینی، أبوعبد اللہ محمد بن یزید ، سنن ابن ماجہ، تحقیق: محمد فؤاد عبد الباقي ، دار إحیاء الکتب العربیہ- (1968) أبوالحسن الدارقطني ، علي بن عمر بن أحمد، تحقیق شعیب الارنؤوط وآخرون، مؤسسہ الرسالہ- لبنان ط: 1، 1424ھ(4/ 458)3788 ، البیہقي، أبو بکر أحمد بن الحسین، السنن الکبری، مکتبہ دار الفکر،(7/ 214)13758 اور امام حاکم کی مستدرک (2/ 176)2687 ۔

21 دیکھئے ان کے احوال بالترتیب: میزانالاعتدال (3/ 89)۔ تقریبالتہذیب (ص: 147)۔و(ص: 545)۔و (ص: 19)۔

22 ملاحظہ ہو: خطیب بغدادی کی تاریخ بغداد (1/264)۔

23 تقریبالتہذیب (ص: 572)۔

24ابن أبي حاتم، أبو محمد عبد الرحمن بن محمد، العلل لابن أبي حاتم، تحقیق: فریق من الباحثین بإشراف وعنایہ د/ سعد بن عبد اللہ الحمید و د/ خالد بن عبد الرحمن الجریسي، مطابع حمیضي، ط: 1، 1427ھ- 3/ 720 مسالہ 1208. الزیلعي ، جمال الدین أبو محمد عبد اللہ بن یوسف، تخریج أحادیث الکشاف، تحقیق، عبد اللہ بن عبد الرحمن السعد، دار ابن خزیمہ- الریاض ط: 1 ،1414ھ- 1/ 274۔

25العلل الواردۃ في الأحادیث النبویہ (14/ 203) مسألہ نمبر 3556۔

26روایت ملاحظہ ہو: محمد بن دینار کی روایت: ابن سمعون الواعظ، أبوا لحسین محمد بن أحمد بن إسماعیل بن عنبس البغدادي، أمالي ابن سمعون الواعظ، تحقیق: الدکتور عامر حسن صبري، دار البشائر الإسلامیہ، بیروت – لبنان ط: 1، 1423ھ- (ص: 234)، أبو نعیم کی طب نبوی میں (2/ 619)664 اسی طرح " مشیخۃ قاضي المارستان " میں (2/ 783)259، جبکہ أبان بن یزید کی روایت امام دار قطنی کی علل کے علاوہ ذخیرہ کتب میں کہیں نہیں مل سکی۔

27تقریب التہذیب(ص: 87)۔

28تقریب التہذیب(ص: 477)۔

29روایت ملاحظہ ہو: أبو بکر بن أبي شیبہ، عبد اللہ بن محمد بن ابراہیم بن عثمان، مسند ابن أبي شیبہ تحقیق عادل بن یوسف العزازي و أحمد بن فرید المزیدي دار الوطن– الریاض، ط: 1، 1997م(1/ 112)143 اسی طرح أبو بکر بن أبي شیبہ، عبد اللہ بن محمد بن ابراہیم بن عثمان، الکتاب المصنف في الأحادیث والآثار تحقیق کمال یوسف الحوت، مکتبہ الرشد– الریاض ط: 1، 1409(1/ 314)3591 ۔

30دیکھئے ان کے احوال بالترتیب: تقریب التہذیب (ص: 581)اور تقریب التہذیب (ص: 369)۔

31تقریب التہذیب(ص: 493)۔

32روایت ملاحظہ ہو: مسند أحمد 5/185 (21945) اسی طرح 5/418 (23940) أبو بکر ابن خزیمہ، محمد بن إسحاق بن المغیرۃ ، صحیح ابن خُزیمہ، تحقیق الدکتور محمد مصطفی الأعظمي - المکتب الإسلامي ،ط: 3، 1424ھ- .518 اور 540 اور (519) اسی طرح أبو القاسم الطبرانی، سلیمان بن أحمد بن أیوب، المعجم الکبیر، تحقیق: حمدي بن عبد المجید السلفي - دار النشر مکتبہ ابن تیمي ہ – القاہرۃ ط: 2، 1415ھ- .(4/ 131)3893 اور (5/ 125)4823 اور مصنف ابن أبي شیبہ (1/ 324)3712 ۔

33 دیکھئے ان کے احوال بالترتیب: تقریبالتہذیب (ص: 591). اور (ص: 177). اسی طرح (ص: 266). اور (ص: 601)۔

34 روایت ملاحظہ ہو: ابن أبي داؤد کی "المصاحف" میں (ص: 351) مسند أحمد میں (35/ 498) 21633۔

35 دیکھئے ان کے احوال بالترتیب: تقریب التہذیب (ص: 464)۔ تقریب التہذیب (ص: 340)۔

36 روایت ملاحظہ ہو: صحیح ابن حزیمہ میں (1/ 260) 517 اور امام حاکم کی متدرک (1/ 363) 866 ، امام بیہقی کی سنن (3/ 132)، اور بیہقي، أبو بکر أحمد بن الحسين، معرفہ السنن والآثار، تحقیق: عبد المعطي أمين قلعجي، دار الوعي (حلب - دمشق) ط: 1، 1412ھ- (3/ 339) 4834 أبو نعیم کی تاریخ أصبہان (1/ 179)۔

37 تقریب التہذیب (ص: 521)۔

38 ابن رجب، زین الدین عبد الرحمن بن أحمد، شرح علل الترمذي تحقیق: الدکتور ھمام عبد الرحیم سعید، مکتبہ المنار- الزرقاء- الأردن ط: 1، 1407ھ، 2/ 680 وسؤالات ابن بکیر للدارقطني 2/134۔

39 میزانالاعتدال 2/ 575- 576، تذکرۃ الحفاظ 1/ 248۔

(40) العلل الواردۃ في الأحاديث النبويہ (8/ 323).

41 روایت ملاحظہ ہو: مسند حمیدی (1153) ، مسند أحمد 2/331 (8358) نیسابوری، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، تحقیق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحیاء التراث العربي بیروت، ط: 1، 1375ھ- . 260 اور (261) ، أبو داود السجستاني، سلیمان بن الأشعث، سنن أبي داود بإشراف فضیلہ الشیخ صالح بن عبد العزیز، دار السلام للنشر والتوزیع الریاض، ط: 1، 1420ھ- 4721 ، سنن نسائی کبری 10423 ۔

42 تقریب التہذیب (ص: 244). و تقریب التہذیب (ص: 245)۔

43 تقریب التہذیب (ص: 507)۔

44 انکی روایت ملاحظہ ہو: مسند أحمد 6/257 ، وابن السنی فی عمل الیوم واللیلہ (ص: 579) 624، إمام ابن أبي عاصم نے السنہ میں (1/ 293) 648 ، اور 649 صحیح ابن حبان (1/ 362) 150 ، أبو یعلی ، أحمد بن علي بن المثُنى ی ،مسند أبي یعلی ، تحقیق: حسین سلیم أسد - دار المأمون للتراث- دمشق ط: 1، 1404ھ.- (8/ 160) 4704۔

45 تقریب التہذیب (ص: 244). تقریبالتہذیب (ص: 526)۔

46 تقريب التهذيب(ص: 279). أيضاً (ص: 109). أيضاً (ص: 295)۔
47 تقريب التهذيب(ص: 541)۔
48 العلل الواردة في الأحاديث النبويه ( 8/ 323)۔
49 تقريب التهذيب(ص: 516)۔
50 تقريب التهذيب(ص: 157)۔
51 شرح علل الترمذي2/ 680 وسؤالات ابن بكير للدارقطني2/134۔
52 تهذيب الكمال11/ 189۔
53 العلل2/158-159۔
54 علل دار قطنی 14/ 159۔
55 علل ابن ابی حاتم2/ 159۔
56 امام ہیثمی نے مجمع میں 1/33، منذری نے ترغیب میں (2398) جبکہ امام عراقی نے تخریج الإحیاء3/36.
57 امام بخاری نے صحیح میں (6/ 636/ 327)، اور مسلم نے صحیح میں حدیث نمبر134 اور 214.
58 نتائج الافکار في تخريج أحاديث الأذكار4/ 36۔
(59) العلل الواردة في الأحاديث النبويه ( 13/ 172)۔
60 روایت ملاحظہ ہو: امام طبرانی کی المعجم الکبیر (12/ 330) 13261 ،امام بیہقی کی شعب الایمان (8/ 496) 6138۔
61 تقریبالتهذيب (ص: 178)۔
62 روایت ملاحظہ ہو: امام بخاری کی تاریخ کبیر میں 1/416 ۔
63 روایت ملاحظہ ہو: جامع معمر بن راشد میں (11/ 165) 20213 اور مسند عبد بن حمید میں حدیث نمبر (1493)۔
64 تقريب التهذيب(ص: 541)۔
(65) العلل الواردة في الأحاديث النبويه(13/ 174).
66 روایت ملاحظہ ہو: سنن ابن ماجہ(3248) امام بیہقی کی سنن کبری (9/ 532) 19368 ۔
67 تقريب التهذيب(ص: 266)۔

68روایت ملاحظہ ہو: مسند بزار(18 / 263)313،امام بیہقی کی سنن کبری(9 / 532)19369۔

69 تقریبالتہذیب (ص: 309)۔

70روایت ملاحظہ ہو: امام طبرانی کی المعجم الکبیر (13 / 107)259 اور ضیاء الدین کی المختارہ (9 / 330)296 ،ابن أبي شیبہ کی مصنف(4 / 259)19877 ۔

71 تقریب التہذیب(ص: 475)۔

72روایت ملاحظہ ہو: مصنف ابن أبي شیبہ (19877) امام بیہقی نے (9/317) اور ابن عبد البر نے التمہید میں (15/185)۔

73 تقریب التہذیب(ص: 245). تقریب التہذیب(ص: 115)۔

74 تقریب التہذیب(ص: 141)۔

(75)العلل الواردة في الأحاديث النبوية ( 13 / 386)۔

76 مذکورہ روایت کتب حدیثیہ میں کہیں نہیں مل سکی سوائے امام دار قطنی کے طریقہ کار سے یہ معلوم ہوا کہ اسکے رواۃ کون ہیں۔

77 تقریب التہذیب(ص: 117)۔

78روایت ملاحظہ ہو: مسند أحمد 3/304 (14322) اور 3/338 (14691) سنن ترمذی میں 1379 سنن نسائی میں 5725 اسی طرح (5726) اور ابن حبان (11 / 616)5205 اور طبرانی نے المعجم الأوسط میں(5 / 97)4779 اور مسند أبي یعلی (4 / 139)2195 ۔

79 انکے احوال بالترتیب: تقریب التہذیب(ص: 290)اور (ص: 178)اور (ص: 117)۔

80روایت ملاحظہ ہو: صحیح ابن حبان میں(11 / 613)5202۔

81 تقریبالتہذیب (ص: 178)۔

82روایت ملاحظہ ہو: مسند أحمد 3/313 (14414) اور 3/326 (14554) اور 3/381 (15147) ،سنن دارمی 2607 اسی طرح سنن کبری للنسائی میں 1/5724 اور (2/5724) اور صحیح ابن حبان میں(11 / 614)5203 ۔

83 انکے احوال بالترتیب: تقریب التہذیب (ص: 591)اور (ص: 475)اور (ص: 177)۔

84 باوجود تلاش بسیار کے یہ روایت سوائے امام دار قطنی کی کتاب العلل کے علاوہ کہیں نہیں مل سکی۔

85 انکے احوال بالترتیب: تقریب التهذيب (ص: 590). اور (ص: 266) اور (ص: 340)۔
86 مصنف ابن أبي شيبة (4/ 487) 22381۔
87 تقریبالتہذیب (ص: 581)۔
88 میزانالاعتدال (2/ 486) الکاملفیضعفاء الرجال (5/ 303)۔
89 صحیح ابن حبان 11/ 614۔
90 العلل الواردة في الأحاديث النبوية (14/ 181).
91 روایت ملاحظہ ہو: امام نسائی کی سنن کبری (10/ 405) 11853 اور ابن مبارک کی زہد ورقائق (1/ 63) 191 اور مصنف ابن أبي شيبة (7/ 244) 35717 اسی طرح امام بیہقی نے الزہد الکبیر میں (ص: 330) 885 سفیان ثوری اور ابن مبارک کے واسطے سے۔
92 انکے احوال بالترتیب: تقریب التهذيب (ص: 244). اور (ص: 320)۔
93 روایت ملاحظہ ہو: امام أبو داؤد کی الزہد میں (ص: 281) 320 ۔
94 تقریبالتہذیب (ص: 588)۔
95 العلل الواردة في الأحاديث النبوية (14/ 181)۔
96 العلل الواردة في الأحاديث النبوية (14/ 161).
97 روایت ملاحظہ ہو: امام بغوی کی شرح السنہ میں (10/ 11) 2434 اور امام بیہقی کی سنن کبری میں (10/ 83) 19933 اور مؤطا امام مالک میں 2/477 امام مالک کے طریق سے۔
98 تقریب التهذيب (ص: 516)۔
99 روایت ملاحظہ ہو: امام بخاری کی صحیح میں 6663 اور امام نسائی نے سنن کے کتاب التفسیر میں 12/221 امام بیہقی نے 10/48 اور ابن الجارود نے المنتقی میں 925 ۔
100 تقریبالتہذیب (ص: 591). تقریبالتہذیب (ص: 441). تقریبالتہذیب (ص: 581). تقریبالتہذیب (ص: 139)۔
101 تقریب التهذيب (ص: 475)۔
102 تقریبالتہذیب (ص: 266). تقریبالتہذیب (ص: 178)۔
103 روایت ملاحظہ ہو: امام بخاری کی صحیح بخاری میں 6/66 اور 8/168 ۔

104 تقریب التہذیب(ص: 517). تقریب التهذيب (ص: 591)۔
105 سنن أبي داود، کتاب الأیمان والنذور، باب لغو الیمین 3 / 224۔
106 السنن الکبری للبیہقی10 / 49 ۔
107 شرح السنہ10 / 11۔
108 تذحیب السنن4/167۔